

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط و ترتیب: مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی

درس ترمذی شریف

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدو خال

جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ماجاء فی دعاء الوالدین :

والدین کی بددعا کے بیان میں

والدین جس طرح کہ بچے کے لئے مہربان ہوتے ہیں اس طرح وہ حساس بھی ہوتے ہیں۔ یعنی جس طرح والدین کو بچے کے ساتھ محبت ہوتی ہے اور وہ بچے کے آرام اور اس کی راحت کے لئے اپنا آرام اور راحت قربان کر دیتے ہیں۔ اس طرح ان کو اپنے بچوں سے کچھ توقعات وابستہ ہوتی ہیں۔ والد یہ توقع رکھتا ہے کہ میرے بچے میرے تابعدار ہوں گے وہ میرا حکم مانیں گے اور پوری وفاداری کے ساتھ میرے حقوق پوری بجالائیں گے اور جس طرح میں رحمت و شفقت کے ساتھ ان کی پرورش کی ہے اس طرح وہ بھی میرے ساتھ متواضع اور مہربان ہوں گے۔ وہ میرے ساتھ سختی اور تند مزاجی سے پیش نہیں آئیں گے۔ والدین کی ان توقعات پر پورا اترنے کے لئے قرآن کریم نے اولاد کو یوں تعلیم دی ہے کہ:

وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحسانا۔ إما يلبغن عندك

الكبر أحدهما أو كليهما فلا تقل لهما أف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما۔ وخفض لهما

جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربيني صغيراً (بنی اسرائیل: آیات ۲۳-۲۴)

ترجمہ: اور تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ اسی کے سوا کسی کی بندگی نہ کرؤ اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ اگر پہنچ

جائے تیرے سامنے بڑھاپے کو ان میں سے ایک یا دونوں تو ان کو اف تک نہ کہنا اور ان کو نہ جھڑکنا اور ان سے ادب

(نرمی و عزت) کی بات کہنا اور جھکا دے ان کے سامنے کندھے عاجزی کے رحمت (اور مہربانی) سے۔ اور کہو! اے

میرے پروردگار ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ (رحمت اور شفقت سے) انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی۔

پس ایسے میں اگر کوئی اولاد نا فرمان نکلے اور والد کے ادب اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی

بجائے ان کے ساتھ سختی اور تند مزاجی سے پیش آئے۔ اور ان کو ڈانٹے، ان کو مارے، ان کو تکلیف دے، تو اس کی وہ تمام توقعات خاک میں مل جائیں گی جو انہوں نے اپنی اولاد سے رکھی تھیں اور اس سے ان کا دل ٹوٹ جائے گا۔ تو ایسی حالت میں اگر وہ بد دعا کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی بد دعا ضرور قبول فرمائے گا۔ اور اسی طرح نافرمان اولاد کو دنیا و آخرت کا خسارہ ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس طرح کے مضطرب اور شکستہ خاطر لوگوں کی دعا کو رد نہیں کرتا، بلکہ ضرور قبول فرما لیتا ہے۔ ایک روایت (حدیث قدسی) میں ہے۔ انا عند المنكسرة قلوبہم ”میں شکستہ خاطر لوگوں کے ساتھ ہوں“ یعنی ان کی مدد کرتا ہوں اور ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہوں۔ اس لئے والدین کی ایذا رسانی سے بچنا واجب ہے، اور ان کی بد دعا سے ڈرنا چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ضرور قبول فرماتا ہے۔ اور باب کی حدیث میں یہی مضمون مذکور ہے۔

حدثنا علی بن حجر ثنا اسمعيل بن ابراهيم عن هشام الدستوائي عن يحيى بن أبي كثير عن أبي جعفر عن أبي هريرة. قال قال رسول الله ﷺ: ثلاث دعوات مستجابات لا شك فيهن. دعوة المظلوم ودعوة المسافر ودعوة الوالد على ولده. وقد روى الحجاج الصواف هذا الحديث عن يحيى بن أبي كثير نحو حديث هشام و أبو جعفر الذي روى عن أبي هريرة يقال أبو جعفر المؤذن ولا نعرف اسمه وقد روى عنه يحيى بن أبي كثير غير حديث. ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین (قسم کی) دعائیں مقبول ہیں۔ ان کی مقبولیت میں کوئی شک نہیں، مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا، اور والد کی بد دعا اپنی اولاد کے حق میں۔

مظلوم، مسافر اور والدین کی قبولیت دعا کی وجہ: ان تین قسم کی دعاؤں کی قبولیت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ دراصل مخلوق کے سہاروں سے منقطع ہو کر اللہ تعالیٰ کا سہارا لیتے ہیں۔ مظلوم عموماً اس وقت مظلوم بن جاتا ہے جب اس کے پاس مادی اور افرادی قوت نہ رہے جس کے ذریعے وہ اپنے آپ کو ظالم کے ظلم و ستم سے بچا سکے۔ اگر اس کے پاس قوت ہوتی، پہلے تو ظالم ظلم کرنے کی جرأت نہ کرتا، اور اگر بالفرض وہ ظالم کرتا تو مظلوم اپنی قوت سے ظلم کا دفاع کرتا۔ لیکن جب ظالم اس کو اپنے ظلم کا نشانہ بناتا ہے اور اس کے پاس ظالم کو دفع کرنے کی کوئی طاقت نہیں ہوتی تو فطری لحاظ سے اس کی پوری توجہ اللہ تعالیٰ کی غیبی طاقت کی طرف مرکوز ہو جاتی ہے، اور اس حالت میں ایک اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنا مددگار اور مشکل کشا جان کر اسی کو پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو ضرور قبول فرما لیتا ہے کیونکہ ایسی حالت میں اس مؤمن کی توحید کامل ہو جاتی ہے، اور وہ پورا مؤمن حد بن جاتا ہے اس لئے کہ حقیقی توحید یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے خوف نہ کرے، اور امید بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے نہ رکھے، کسی سالک نے کیا خوب فرمایا۔

امید و ہراسش نہ باشد ز کس بریں است بنیاد تو حید و بلس

اس وجہ سے اللہ تعالیٰ مظلوم کی دعا کو رد نہیں کرتا۔ ایک روایت میں آتا ہے

إتق دعوة المظلوم فانه ليس بينها وبين الله حجاب. (الحديث) مظلوم کی بدعا سے بچتے رہو کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پردہ نہیں ہوتا یعنی مظلوموں کی بدعا براہ راست اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچ کر مقبولیت حاصل کر لیتی ہے۔

بہر اس از آہ مظلومان کہ بنگام دعا کرون اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

مسافر کی دعا: اسی طرح مسافر بھی دیار غیر میں اپنے مال و متاع اور اپنی قوم و قبیلہ سے دور ہوتا ہے۔ وہ جب کسی تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے یا کوئی مصیبت اس کو پیش آتی ہے تو اس تکلیف اور مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے وہ مال و دولت اور اپنی قوم و قبیلہ کا سہارا نہیں لے سکتا، اس وقت وہ تمام مادی چیزوں سے مایوس ہوتا ہے، کیونکہ اس کو مادی چیزوں تک رسائی نہیں ہوتی، پس ایسی حالت میں خود بخود فطرت بیدار ہو جاتی ہے، اور عقیدہ تو حید کامل ہو جاتا ہے، اور وہ اپنے حقیقی خالق و مالک کو اپنا مددگار سمجھ کر اسی کو اپنی مدد کے لئے پکارتا ہے، اور مخلوق کے تمام سہاروں سے اور تمام مادی چیزوں سے بے نیاز ہو کر ایک اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق جوڑتا دراصل تو حید کامل ہے۔

ہو جائے اگر ساری خدا کی بھی مخالف کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے

تو حید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے یہ بندہ دو عالم سے خدا میرے لئے ہے

اور یہی عقیدہ تو حید دراصل دین فطرت ہے جس پر انسانوں کی خلقت ہوئی ہے لیکن پھر بعض بد بخت انسان برے ماحول کی وجہ سے اس فطری دین سے علیحدہ ہو کر الگ راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث شریف میں ہے کُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يَهُودَانِهِ أَوْ نَصْرَانَانِهِ أَوْ يَمَجْسَانَانِهِ. (الحديث)

”ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنادیتا ہے“

غرض جب مسافر دیگر سہاروں سے منقطع ہو کر ایک باری تعالیٰ کو پکارتا ہے، اگرچہ اضطرابی طور پر ہو، پس اللہ تعالیٰ کی غیور ذات اس کی دعا کو ضرور قبول کر لیتا ہے۔

والد کی بد دعا: اسی طرح والد کی بد دعا اولاد پر یہ بھی اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے، کیونکہ اگر والد کے لئے مخلوق میں

کوئی سہارا ہے تو وہ اس کی اولاد ہے، کوئی اور آدمی اس کے ساتھ ظلم کرتا ہے تو اس کے بچے اس کی مدد کے لئے حاضر ہوتے ہیں، اور اس کی جانب سے ظالم کا مقابلہ کرتے ہیں، لیکن جن بچوں کے ساتھ والد کے توقعات وابستہ تھے۔ اور وہ ان کو اپنا سہارا سمجھ رہا تھا، وہ خود ظالم بن کر باپ کے ساتھ ظلم کرنے لگتا ہے تو پھر کون ہے باپ کے واسطے جو اس کی مدد کرے سوائے اللہ تعالیٰ کی؟

آوے۔ پس بے بس اور ضعیف باپ جب اپنے بچوں کی طرف سے دل آزرہ ہو جائے تو وہ دنیا کے تمام سہاروں سے منقطع ہو کر ایک اللہ تعالیٰ کا سہارا لے کر اسی کو پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو ضرور قبول فرمالیتا ہے۔ لہذا والدین کی دل آزاری سے بچنا چاہیے۔ ورنہ ان کی بددعا دینے کی وجہ سے دنیا و آخرت کی تباہی ہوگی۔

باب ماجاء فی حق الوالدین :

والدین کے حق کے بیان میں

اس باب میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ والدین کا حق اولاد پر بہت زیادہ ہے، کوئی یہ نہ سمجھے کہ والدین کا حق صرف کپڑا روٹی وغیرہ ہے کہ ان کو روٹی دے دی جائے ان کو ایک جوڑا کپڑا دیا جائے تو یہی ان کا حق تھا، اور ہم نے ان کے احسان کا بدلہ چکا دیا، والدین کے احسان کا بدلہ دینے کی صرف یہ ایک صورت ہو سکتی ہے کہ اگر کوئی اولاد اپنے والد کو کسی کا غلام پاوے۔ اور پھر اس کو قیتنا خرید کر آزاد کر دے۔ اس کے علاوہ جتنا احسان بھی والدین کے ساتھ کیا جائے وہ ان کے احسانات کا پورا بدلہ نہیں ہو سکتا۔

حدثنا احمد بن محمد بن موسى ثنا جرير عن سهيل بن أبي صالح عن أبيه عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ لا يجزى ولد والد إلا أن يعجده مملوكاً فيشتره - فيعتقه - هذا حديث حسن صحيح لا تعرفه إلا من حديث سهيل بن أبي صالح وقد روى سفيان الثوري وغير واحد عن سهيل هذا الحديث - ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کوئی بچہ اپنے باپ (کے احسانات) کا بدلہ نہیں دے سکتا، مگر (صرف ایک صورت میں اور وہ) یہ کہ وہ اسکو غلام پاوے، پھر اس کو خرید کر آزاد کر دے۔

خرید کر آزاد کر دینے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ باپ کو خریدنے کے بعد اس کو انست معتق ”تو آزاد ہے“ وغیرہ کا الفاظ کہہ کر اسے آزاد کر دینا کیونکہ اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ خریدتے ہی وہ خود بخود آزاد ہو جاتا ہے چاہے بیٹے کی مرضی ہو یا نہ ہو۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ من ملک ذارحم محرم منه عتق علیہ (الحدیث) کہ جو شخص اپنے رشتہ دار کا مالک ہو جائے تو وہ اس پر آزاد ہو جائے گا۔

حیات دنیوی کا بدلہ حیات معنوی سے: ”جو بھی شخص ذی رحم محرم کا مالک بن جائے تو وہ اس پر آزاد ہو جاتا ہے“ لہذا خرید کر آزاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ باپ کو اس نیت سے خریدے کہ وہ آزاد ہو جائے، پس اس کا کام دراصل صرف خریدنا ہے آزاد کرنا اس کا کام نہیں، بلکہ وہ پھر خود ہی آزاد ہو جاتا ہے، لیکن چونکہ اس کا اپنے باپ کو خریدنا اس کے آزاد کرنے کی غرض سے ہے۔ اور اس کا یہ خریدنا سبب ہے اس کے آزاد ہونے کی اس وجہ سے باپ کی آزادی بھی اس کی طرف منسوب ہوئی اور کہا گیا کہ وہ جب باپ کو خرید کر آزاد کر دے تو اس (کے احسانات) کا بدلہ پورا ہو جائے گا۔

اور باپ کو خرید کر آزاد کرنے سے اس کا بدلہ ادا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ باپ اولاد کی حیات کا سبب بن گیا ہے کہ وہ باپ کے نطفہ سے پیدا ہو چکا ہے۔ ظاہر کے اعتبار سے اگر باپ نہ ہوتا تو اولاد کو حیات اور زندگی نصیب نہ ہوتی گویا کہ اولاد اپنے زندہ ہونے میں باپ کے مرہون منت ہیں۔ اگر اولاد والد کے ساتھ ہزار احسانات کرے تب بھی اس احسان کا بدلہ پورا نہیں ہو سکتا۔ بجز اس صورت کے کہ باپ کسی کا غلام ہو اور بچہ اس کو خرید کر آزاد کر دے۔ کیونکہ غلام بھی معنوی موت مرا ہوا ہوتا ہے۔ اور رقیق معنوی موت ہے کہ غلام کسی چیز کا مالک نہیں بن سکتا، بلکہ وہ خود غیر کا مملوک ہوتا ہے، اور کپڑے برتن وغیرہ متاع کی طرح بیچا اور خریدا جاسکتا ہے۔ اور انسان کے لئے یہی حالت موت کے برابر ہے، پس بچہ جب اس کو خرید کر آزاد کر دے تو بچے نے اس کو مملوکیت سے نکال کر مالک بنا دیا، اور معنوی موت سے اس کو زندگی بخش دی، اور جس طرح باپ بیٹے کی حقیقی حیات کا سبب بن چکا تھا، اسی طرح بیٹا بھی باپ کی حیات معنوی کا سبب بنا، پس اس صورت میں گویا بیٹے نے باپ کا بدلہ چکا دیلما در اسی صورت میں باپ کا بدلہ صحیح طور پر ادا ہو جاتا ہے اور بس۔

باب ماجاء فی قطیعة الرحم :

رشتے توڑنے کے بیان میں

قطیعة قطع سے ماخوذ ہے، قطع عام ہے بمعنی توڑنے کے اور قطیعة خاص ہے، قرابتداروں کے ساتھ رشتہ توڑنے کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ اور زحم چونکہ تمام رشتوں کے بننے کے لئے مرکز ہے رحم ہی کے بدولت بھائی، بہن ماں بیٹا، خالہ اور ماموں وغیرہ بن جاتے ہیں اس وجہ سے ان قرابتوں کو رحم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

حدثنا ابن ابی عمر، وسعید بن عبد الرحمن المخزومی قال ثنا سفیان بن عیینة عن الزهری عن ابی سلمة قال اشتکی أبو الدرداء فعاده، عبد الرحمن بن عوف فقال خیرهم وأوصلهم ما علمت أبو محمد فقال عبد الرحمن سمعت رسول الله ﷺ يقول: قال الله تبارک و تعالیٰ: أنا الله وأنا الرحمن خلقت الرحم وشققت لها من اسمی فمن وصلها وصلته ومن قطعها بقتہ۔ وفي الباب عن ابی سعید وابن ابی أوفی وعامر بن ربيعة وأبی هريرة وجبير بن مطعم حديث سفیان عن الزهری حديث صحيح وروی معمر عن الزهری هذا الحديث عن ابی سلمة عن رة الدلیثی عن عبد الرحمن بن عوف ومعمر کذا يقول۔ قال محمد وحديث معمر خطأ ترجمہ: حضرت ابو سلمہؓ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) حضرت ابو الدرداءؓ بیمار ہو گئے تو عبد الرحمن بن عوفؓ ان